ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

اسوہ الیاس
ایم فل سکالر، شعبہ اُردو، جی سی ویمن یونیورسٹی فیصل آباد
بازغہ قندیل
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ" کا کرداری مطالعہ

Uswa Ilyas *
M.phil Scholar, Department of Urdu, Govt. College Women University Faisalabad.
Bazghah Qandeel
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College Women University Faisalabad.

***Corresponding Author:**

A Character Study of the Fiction "Toba Tek Singh"

Saadat Hasan Manto is an all-round personality of Urdu literature. Manto appeared in the literary world as a translator, sketch writer, fiction writer, dramatist, essayist and letter writer and showed his skills in every genre but who The genre immortalized Manto's name forever. He was the most popular genre of prose literature, fiction. Manto is the milestone of Urdu fiction. Our fiction tradition is more natural than Saadat Hasan Manto, unreserved, unique, internal. And there is no mythicist with such inexplicable power. At the thematic level, there is a lot of diversity in Minto. In terms of themes, Minto's fictions are based on psychological, political and social issues. He has also written openly on the subject of freedom riots, prostitutes and sexual problems. He has also written numerous fictions on the riots. He also includes the collective events and problems that arose during the independence of the subcontinent in stories. He also tries to solve common human problems. Initiation also deals with the physical

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

changes that occur during puberty. He also sheds light on psychological facts. Therefore, many aspects of life are the subjects of his fictions. Minto's perfect art is that he made the subject alive and immortal. Thus, the realities and bitterness of the entire era became part of his fictions.

Key Words: *Saadat Hasan Manto, Fiction, Psychological, Immortal.*

سعادت حسن منٹو اردو ادب کی ہمہ جہت شخصیت ہیں ۔منٹو ادبی دنیا میں ایک مترجم، خاکہ نگار ،افسانہ نگار، ڈرامہ نگار ،مضمون نگار اور مکتوب نگار کی حیثیت سے منظر عام پر آئے اور ہ صنف میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا لیکن جس صنف نے منٹو کے نام کو ہمیشہ کے لیے امر کر دیا وہ نثری ادب کی مقبول ترین صنف افسانہ نگاری تھی۔منٹو اردو افسانے کا سنگ میل ہیں ۔ہمارے فکشن کی روایت کو سعادت حسن منٹو سے زیادہ فطری، بے دریغ، ایک انوکھی، اندرونی اور ناقابل فہم طاقت سے مالامال افسانہ نگار نہیں ملا۔موضوعاتی سطح پر منٹو کے ہاں خاصا تنوع پایا جاتا ہے ۔ موضوعات کے اعتبار سے منٹو کے افسانے نفسیاتی، سیاسی اور سماجی مسائل پر مبنی ہیں۔ آزادی فسادات طوائف اور جنسی مسائل کے موضوع پر بھی انہوں نے کھل کر لکھا ہے۔فسادات پر بھی اس نے بے شمار افسانہ تحریر کیے ہیں۔ وہ برصغیر کی آزادی کے دوران میں پیدا ہونے والے اجتماعی واقعات اور مسائل کو بھی کہانیوں میں سمیٹتا ہے۔عام انسانی مسائل کو سلجھانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔آغاز جوانی میں پیدا ہونے والی جسمانی تبدیلیوں کو بھی موضوع بناتا ہے۔ وہ نفسیاتی حقائق پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ غرض زندگی کے بہت سے پہلو اس کی افسانوں کے موضوعات ہیں ۔منٹو کا کمال فن یہ ہے کہ اس نے جس موضوع کا ڈول ڈالا، اسے زندہ و جاوید کر دیا۔یوں پورے دور کی حقیقتیں اور تلخیاں اس کے افسانوں کا جزو بن گئیں۔

منٹو کی تحریروں میں آزادی کا جذبہ، انقلاب کی حرارت اور تقسیم وطن کے بعد ہونے والی وحشت اور بربریت سب کچھ موجود ہے۔ منٹو نے انسانی نفسیات کے بڑے گہرے اور پیچیدہ نظام کو اپنے افسانوں میں پیش کیا فسادات پر اور اس کے بعد تقسیم کے حوالے سے ان کے بہت سے افسانے موجود ہیں جن میں تماشا، دیوانہ شاعر ،نیا قانون ،شغل ،نعرہ ،ماتمی جلسہ ،سٹوڈنٹ یونین کیمپ ،موم بتی کے آنسو ،پھولوں کی سازش، سراج، ہرنام کور، سہائے رام کھلاون، شریفن،موذیل، کھول دو ،ٹوبہ ٹیک سنگ وغیرہ شامل ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

ان کے چند ایک کہانیوں کو تو آزادی کے حوالے سے دیکھا گیا لیکن آزادی کے بعد سے ابھی تک ان کی تحریروں کو فسادات کے حوالے سے وہ توجہ نہیں ملی جس کے وہ مستحق ہیں۔1947ء سے 1955ءعرصے تک منٹو کے کل 14 کے قریب افسانوی مجموعوں کے علاوہ مضامین کے مجموعے شائع ہوئے پاکستان بننے کے بعد ازادی اس کے بعد کے حالات و واقعات اور انسانی بے بسی کے واقعات پر اس نے نہایت: دلکش افسانے لکھے جس کا اظہار انیس ناگی یوں کرتے ہیں۔اردو ادب میں منٹو کے سوا کسی دوسرے ادیب نے فسادات کے بے حد اہم" "موضوع کا احاطہ اتنی گہرائی سے نہیں کیا۔(1)

منٹو کے بارے میں عمومی رائے یہ ہے کہ وہ اپنے افسانوں میں جنسی رجحان کا سب سے بڑا مبلغ ہے۔ اس کے تمام افسانوں میں اسی کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ منٹو کے کچھ ہی افسانے اس میلان کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کے زیادہ تر افسانوں میں سماجی رجحان کے ساتھ ساتھ جو سیاسی رجحان کار فرما نظر اتا ہے اسے یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔جن سیاسی حالات میں برصغیر کی تقسیم ہوئی تھی اس میں بڑے پیمانے پر لوگوں نے نقل مکانی کی تھی اسے اگر تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت کہا جائے تو بے جانہ ہو گا۔منٹو ایک ایسے افسانہ نگار ہیں جنہوں نے تقسیم ملک کے دوران ہوئی انسانی اتھل پتل کو ہر زاویے سے دکھایا ہے۔ تقسیم کے دوران ہونے والی انسانی ٹریجڈیوں کو انہوں نے اس قدر ژرف بنی اور درد مندی کے ساتھ پیش کیا ہے کہ بیدی اور کرشن چندر کے علاوہ کوئی ادیب سطح تک نہیں پہنچ پاتا ہے۔تقسیم کے موضوع پر لکھا گیا منٹو کا افسانہ" ٹوبہ ٹیک سنگھ "اردو کے شاہکار افسانوں میں شمار ہوتا ہے۔

ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم کے حوالے سے اردو میں جتنے افسانے لکھے گئے ہیں ان میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے یہ ایک ایسا افسانہ ہے جو تکنیکی اعتبار سے ایک بالکل نئی کامیاب اور اچھوتی تخلیق ہے۔افسانوی مجموعہ"پھندنے1955) "ء(میں منٹو کا مشہور اور لازوال افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ "جو آزادی اور تقسیم ہندوستان کی روح پر لکھا گیا انسانی فطرت کے بنیادی جوہر تک رسائی اور ثقافتی و سیاسی تشخص کی اہمیت کی انمول مثال ہے۔افسانہ" ٹوبہ ٹیک سنگھ "میں معنویت کی کئی سطحیں ہیں۔ منٹو نے آزادی کے سیاسی مفہوم کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس عہد کے آدمی کے ذہن پر سیاسی حالات کے پڑنے والے اثرات کی بھی عکاسی کی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31

منٹو کے افسانوں میں گہرا مشاہدہ اور مطالعہ دکھائی دیتا ہےجو انہیں دوسرے افسانہ نگاروں سے ممتاز کرتا ہے۔منٹو کے کردار بہت جاندار اور منفرد ہوتے ہیں ۔وہ اپنے کرداروں کی تمام تر صلاحیتوں اور خوبیوں کے ساتھ ان کے باطن کو پیش کرتے ہیں۔افسانہ" ٹوبہ ٹیک سنگھ" میں مرکزی کردار" بشن سنگھ)"ٹوبہ ٹیک سنگھ (کا ہے۔افسانے میں منٹو کا مشاہدہ حیران کن ہے۔ منٹو نے محض فرد واحد بشن سنگھ کی کردار نگاری کو ہی پیش نہیں کیا ہے بلکہ پوری ایک قوم، تہذیب اور زمین کو کردار بنایا ہے۔ بشن سنگھ کو ٹوبہ ٹیک سنگھ نام دے کر انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ذات کی شناخت کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری قوم کی شناخت غیر مستحکم ہو گئی ہے ۔

اس افسانے میں تقریبا بارہ قسم کے پاگلوں کو پیش کیا گیا ہے جو اپنی گفتگو اور حرکات سکنات سی آزادی ہند کی تردید کرتے ہیں یہاں دونوں ملکوں کے درمیان سیاسی قیدیوں کی طرح پاگلوں کے تبادلہ کا مرحلہ طے کیا جاتا ہے۔ افسانے کا مرکزی کردار بوشن سنگھ جسے پاگل خانے میں داخل ہوئے پندرہ سال گزر چکے تھے۔ وہ سرحدوں کے دائرے تقسیم ملک میں نہیں رہنا چاہتا بلکہ وہ اپنے وطن: میں رہنا چاہتا ہے جہاں وہ پیدا ہوا اور پروان چڑھا ہے ۔بقول انیس ناگبڑے سیاسی فیصلوں اور تاریخی حادثات کا اثر انسان کے ذہن، اس کے عمل" کے کرینہ حیات اور اس کے پورے وجود کو متاثر کرتا ہے۔ مثلا اسے فیصلہ کرنا پڑتا ہے وہ کہاں رہے گا۔ کون سے نظام میں رہے گا اور وہ نہیں جانتا کہ اس کا فیصلہ" صحیح ہو گا یا غلط منٹو اس تردد کا فیصلہ ایک پاگل کے ذہن میں رکھتا ہے۔(2)

ابتدا میں منٹو نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا جس طرح تعارف کرایا ہے اس سے یہی لگتا ہے کہ وہ سپاٹ کردار ہے۔مثلا وہ پندرہ سال سے بس ایک ہی حالت میں کھڑا تھا، کبھی سویا نہیں تھا، ہاں البتہ کبھی کبھی ٹیک لگا لیا کرتا تھا۔ خاموش طبع اور بے ضرر ہے جس کا اج تک کسی سے جھگڑا فساد نہیں ہوا تھا۔ لیکن بعد میں جب پاگلوں کے تبادلے کی بات ہوتی ہے تو وہ ایک فعال اور متحرک کردار کے طور پر سامنے آتا ہے۔وارث علوی لکھتے ہیں ۔

> بشن سنگھ ان پندرہ سالوں میں سویا نہیں تھا۔ کسی سے بات نہیں کرتا تھا، کھڑا ہی رہتا تھا۔ گویا نباتاتی حالت میں آگیا تھا۔ وہ ایک پرانے درخت کی مانند تھا جس کی جڑیں اندر ہی اندر زمین میں گہری ہوتی چلی گئی ہوں ۔وہ محض ایک شے نہیں تھا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

جس کی ہیرا پھیری کی جائے۔ اسے دوسری طرف کھینچنے کے لیے یا تو جڑ سے اکھیڑنا پڑتا ہے یا کلہاڑی سے کاٹنا پڑتا ہے۔[3]

ہندو اور مسلمان پاگلوں کے تبادلے کی خبر جب پاگل خانے تک پہنچتی ہے تو وہاں ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے نارمل انسانوں کی طرح ان کے بھی ذہن کو شدید جھٹکا لگتا ہے کیونکہ یہ سبھی پاگل اپنی بستی اپنے عزیز و اقارب اور اپنے ملک سے جڑے رہنا چاہتے تھے اپنے طور پر ہر کوئی کسی نہ کسی چیز کے بارے میں سوچ کر پریشان تھا کسی کو اس بات کی فکر تھی کہ ہمیں ہندوستان کیوں بھیجا جا رہا ہے۔ ہمیں تو وہاں کی بولی بھی نہیں آتی۔چنیوٹ کا ایک مسلمان پاگل جو مسلم لیگ کا سرگرم رکن رہ چکا تھا اور دن میں پندرہ سولہ مرتبہ نہایا کرتا تھا،یک لخت اپنی عادتیں ترک کر دیتا ہے۔ اس کا نام محمد علی تھا، چنانچہ اس نے ایک دن اپنے جنگلے میں اعلان کر دیا کہ وہ قائد اعظم محمد علی جناح ہے۔ اس کے رد عمل میں ایک سکھ پاگل ماسٹر تارا سنگھ بن گیا۔ قریب تھا کہ جنگلے میں خون خرابہ ہو جائے مگر دونوں کو خطرناک پاگل قرار دے کر علیحدہ علیحدہ بند کرنا پڑا۔ لاہور کا ایک نوجوان ہندو وکیل ایک ہم مذہب لڑکی کی محبت میں گرفتار ہو کر پاگل ہو گیا تھا جو امرتسر کی باشندہ تھی۔ وہ ان تمام مسلم لیڈروں کو گالیاں دیتا تھا جنھوں نے مل کر ہندوستان کے ٹکڑے کر دیے جن کی بنا پر اس کی محبوبہ ہندوستانی بن گئی تھی اور وہ خود پاکستانی۔ ایک ایم۔ایس۔سی پاس ریڈیو انجینیئر جو مسلمان تھا اور دوسرے پاگلوں سے بالکل الگ باغ کی ایک خاص روش پر دن بھر خاموش ٹہلتا رہتا تھا،اس میں یہ تبدیلی نمودار ہوئی کہ اس نے تمام کپڑے اتار کر دفع دار کے حوالے کر دیے اور ننگ دھڑنگ باغ کے چکر لگانے لگا ایک پاگل تو پاکستان اور ہندوستان اور ہندوستان اور پاکستان کے چکر میں کچھ ایسا الجھا کہ وہ اور زیادہ پاگل ہو گیا چنانچہ جھاڑو دیتے دیتے درخت پر چڑھ گیا اور ٹہنی پر بیٹھ کر دو گھنٹے مسلسل تقریر کرتا رہا جو پاکستان اور ہندوستان کے نازک مسئلے پر تھی سپاہیوں نے اسے نیچے اترنے کو کہا تو وہ مزید اوپر چڑھ گیا ڈرایا دھمکایا گیا تو اس نے کہا کہ نہ میں پاکستان میں رہنا چاہتا ہوں نہ ہندوستان میں اسی درخت پر رہوں گا۔

دو اینگلو انڈین پاگل بھی تھے ان کو جب تقسیم ہند کے بارے میں معلوم ہوا تو انکو بہت صدمہ ہوا انہیں اس بات کی فکر تھی کہ کیا اب انہیں ڈبل روٹی کی بجائے بلڈی انڈین چپاتی تو نہیں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

کھانا پڑے ۔پاگل خانے میں بعض پاگل ایسے بھی تھے جو دراصل پاگل نہیں بلکہ قاتل تھے۔ ان کے رشتہ داروں نے ان کو پھانسی کے پھندے سے بچانے کے لیے پاگل خانے بھجوا دیا تھا۔شاید اسی باعث یہ ہندوستان اور پاکستان کے نازک مسئلے کو کچھ کچھ سمجھ رہے تھے۔

منٹو نے اس افسانے میں بشن سنگھ جیسا پاگل کردار تخلیق کیا ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ابتدا میں بشن سنگھ کا کردار کوئی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ پاگل خانے کی صورتحال زیادہ اہمیت کی حامل ہے منٹو آہستہ آہستہ بشن سنگھ کے کردار کو ابھارتا ہے افسانے کے اختتام تک پہنچتے پہنچتے افسانے میں موجود باشعور کردار کہیں غائب ہو جاتے ہیں اور ان کے مقابل بشن سنگھ کا کردار زیادہ اہم ہو جاتا ہے اور پاگلوں کے تبادلے سے جو صورتحال سامنے آتی ہے اس پر بشن سنگھ کی گرفت مضبوط ہوتی چلی گئی ہے۔

منٹو نے بش سنگھ کی کردار نگاری میں اس کے منہ سے نکلے ہوئے بے معنی جملوں کا سہارا لیا ہے۔ان بے معنی جملوں سے جو دراصل اپنے اندر ایک خاص معانی چھپائے ہوئے ہیں بشن سنگھ کی نفسیات و سوچ کا اندازہ ہوتا ہے وہ پندرہ سال سے ایک ہی جملے کی تکرار کر رہا تھا۔اوپڑدی گڑ گڑ دی اینکس دی بے دھیانا دی منگ دی وال آف دی ٹوبہ ٹیک سنگھ [4]بشن سنگھ اپنے گاؤں ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لیے پریشان ہے اور پاگل خانے کی کئی دوسرے پاگلوں یہاں تک کہ پہرے داروں اور ملاقات کے لیے انے والوں تک سے پوچھتا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے؟ لیکن وہ کسی کے جواب سے بھی مطمئن نہیں ہوتا۔

جہاں ہر انسان نے کسی نہ کسی طرح جڑ سے اکھڑنا قبول کر لیا تھا، وہاں بشن سنگھ ایک ایسا کردار تھا جس نے اپنی جڑ سے اکھڑنا گوارا نہیں کیا اور اس نے یہ ثابت کر دیا کہ جڑ سے اکھڑا ہوا پودا دوسری جگہ نہیں لگایا جا سکتا۔ شکیل: الرحمن نے بشن سنگھ کو ایک طرف کے اس تارے کے طور پر پیش کیا ہے

> بشن سنگھ وہ توانا درخت تھا جس کی جڑیں زمین میں پیوست تھیں۔ وہ فلک شگاف چیخ کے ساتھ ایسا گرتا ہے جیسے کوئی بڑا درخت گرتا ہے اور درخت اسی زمین پر گرتا ہے جس کی کوکھ سے وہ بیج میں سے پھوٹا تھا۔[5]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

بشن سنگھ کی ایک بیٹی بھی تھی جو پندرہ برس میں جوان ہو گئی تھی وہ اپنے باپ سے جب بھی ملتی اس کی آنکھوں سے آنسوں بہتے تھے۔بشن سنگھ کے خاندان والے ہندوستان چلے جاتے ہیں اس لیے اب اس سے پاگل خانے ملاقات کے لیے کوئی نہیں آسکتا۔ لیکن اس کا ایک مسلمان دوست فضل دین، بشن سنگھ سے الودائی ملاقات کے لیے پاگل خانے آجاتا ہے کیونکہ سرکار نے پاگلوں کے تبادلے کا انتظام کر دیا ہوتا ہے۔

سرحد پر جب پاگلوں کا تبادلہ شروع ہوا تب پاگل ادھر ادھر بھاگ رہے تھے اور سپاہی انہیں کھینچ کھینچ کر لاتے اور جب بشم سنگھ کی باری ائی اور سپاہیوں کے بتانے پر اسے معلوم ہو گیا کہ ٹوبہ ٹیک سنگ کہاں ہے تو اس نے اپنی جگہ سے ہلنے سے انکار کر دیا اور ساکت ہو گیاسورج نکلنے سے پہلے ساکت و جامد بشن سنگھ کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ "نکلی۔ ادھر ادھر سے کئی افسر دوڑے آئے اور دیکھا کہ وہ آدمی جو پندرہ برس تک اپنی ٹانگوں پر کھڑا رہا تھا، اوندھے منہ لیٹا ہے۔ ادھر خاردار تاروں کی پیچھے ہندوستاں تھا۔ ادھر ویسے ہی پاکستان درمیان میں زمین کے اس ٹکڑے پر جس کا کوئی نام نہیں تھا ٹوبہ ٹیک سنگھ پڑا تھا۔[6]

منٹو نے یہ افسانہ عام طرز نگاریس سے ہٹ کر لکھا ہے اور یہ پاگل سکھ کردار سے بلند ہو کر علامت کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ ایک اور اہم تصور جو افسانے میں پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کا اپنی زمین سے رشتہ کتنا گہرا اور مضبوط ہے۔ اسی لیے افسانے میں ہجرت کے قرب کو موضوع بنایا گیا ہے سراج: میرا کے الفاظ میں شعور رشتوں کے خاتمے کے ساتھ بشن سنگھ کا اپنا خاندان اپنی بیٹی سب کے سب اس کے ذہن سے محو ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کی زمین ٹوبہ ٹیک سنگھ اس کے لیے ایک نقطہ ارتکاز بن گئی ہے۔ اس پس منظر میں حکومتوں سے لے کر سپرٹنڈوں تک کی ساری کاروائیاں، بے معنی اور بے کار نظر آتی ہیں اور اگر کوئی چیز معنی رکھتی ہے تو بشن سنگھ کا مینیااور اپنی سرزمین سے اس کا تعلق[7] منٹو ایک حساس اور حقیقت نگار ادیب تھا۔ اس منفرد کردار سے اردو افسانہ نگاری میں منٹو کی انفرادیت واضح ہوتی نظر آتی ہے۔اپنی زبردست قوت ارادی کے باعث ہر طرح کے سیاسی ماحول میں رہتے ہوئے بھی معاشرتی مسائل کا سامنا بڑی بے باکی کے ساتھ کیا۔ وہ سامراجی نظام کے سخت خلاف تھا کیونکہ. اس نظام نے انسان سے اس کی ازادی چھین لی تھی: بقول ڈاکٹر انوار احمد

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31

"قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ کے لیڈروں اور بیشتر ورکروں نے پاکستان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ قومی تاریخ کا سب سے دردناک باب ہے ناجائز الاٹمنٹیں، روٹ پرمٹ، امپورٹ لائسنس تو خیر ہوئے ہی ، بدترین فسطائیت اور" آمریت بھی حب وطن کی اجارہ داری کے زعم میں نافذ کرنے کی کوشش کی گئی۔(8)

منٹو کے اسلوب کی بے باکی ہی اس کی خاص پہچان ہے وہ تلخ حقائق کو بیان کرنے میں کسی پہلو کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتا اور کم سے کم الفاظ میں اپنا مدع بیان کر دیتا ہے۔ کہانی بنانے کا فن اس سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ٹوبہ ٹیک سنگھ کے انجام کو سنسنی خیزی پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ تو وہ انجام ہے جس کے بارے میں پہلے سے پتہ ہو جاتا ہے اور اسی سے قاری کو سکون ملتا ہے۔ یہ ایک طرح سے قاری کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور افسانے کا انجام اس کا نقطہ ہے عروج بن جاتا ہے۔
بقول وارث علوی:

وہ اپنے افسانوں میں کسی ایک خیال یا نظریے کو ثابت کرنے کی بجائے اپنے ہر افسانے میں ایک نئے تجربے کو پیش کرتا ہے چاہے وہ خیال دوسرے افسانوں کے خیالات کی ضد ہی کیوں نہ ہو۔(9)

افسانہ" ٹوبہ ٹیک سنگھ "ایک گہری نفسیاتی کاوش ہے جس میں بشن سنگھ جو پاگل ہے اس کے کردار میں اپنے وطن اپنے گاؤں سے محبت اور وابستگی کو پیش کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ منٹو خود ہیں اور بشن سنگھ کے بے معنی جملے ان کی ذہنی کیفیت اور کرب کے ترجمان ہیں۔ بہر کیف ٹوبہ ٹیک سنگھ نے پر مرنا قبول کیا لیکن ہندوستان جانا قبول نہیں کیا اس کے اس موت کے پس پردہ زمین کے چھوٹنے کا غم نہیں تھا بلکہ تہذیبی جڑوں سے کٹنے کا غم تھا۔

حوالہ جات

۱. انیس ناگی، سعادت حسن منٹو، لاہور: مکتبہ جدید، ۱۹۸۴ء، ص ۸۶
۲. انیس ناگی، سعادت حسن منٹو، لاہور : مکتبہ جمالیات، 1984ء، ص315
۳. وارث علوی، منٹو: ایک مطالعہ، نئی دہلی: مکتبہ جدید، 2002ء، ص208
۴. منٹو، سعادت حسن منٹو، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، مشمولہ: پھندنے، لاہور: مکتبہ جدید، 1955ء، ص5

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلّہ

۵. شکیل الرحمن، منٹو شناسی، نئ دہلی: عرفی پبلی کیشنز، 2000ء، ص20

٦. سعادت حسن منٹو، توبہ ٹیک سنگھ ، مشمولہ: پھندنے، لاہور: مکتبہ جدید، 1955ء، ص20

۷. سراج میزا، کہانی رنگ ، لاہور: جنگ پبلشرز ، 1991ء، ص21

۸. انوار احمد ، ڈاکٹر، اردو افسانہ ۔ایک صدی کا قصّہ ، فیصل آباد ،: مثال پبلشرز، 2010ء، ص261

۹. وارث علوی، منٹو: ایک مطالعہ، اسلام آباد: الحمرا پبلشنگ، جنوری2002ء، ص68